حکمتِ سید مودودیؒ

حضرت حسینؓ سے نمونہ لیجیے!

اگر حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور غیر اسلامی طریقے سے چلائی جا رہی ہو تو مسلمانوں کو سخت اُلجھن پیش آتی ہے۔ قوم مسلمان ہے، حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مگر چلائی جا رہی ہے غیر اسلامی طریقے پر، تو اس حالت میں ایک مسلمان کیا کرے۔ اگر حضرت حسینؓ ان حالات میں نمونہ پیش نہ کرتے تو کوئی صورت رہنمائی کی نہ تھی۔

حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ میں صلح ہو گئی تھی اور خلافت حضرت معاویہؓ کو حاصل ہو گئی تھی۔ بعد میں کتنی ہی باتیں ایسی سرزد ہوئیں جو حضرت حسینؓ کے نزدیک نامناسب تھیں، مگر انہوں نے حضرت معاویہ کو ہٹانے کی کوشش نہ کی۔ اس وجہ سے کہ ایک خلیفہ وقت سے ان کا معاہدہ ہو چکا تھا، دوسرے تلوار اُٹھانا ناگزیر نہیں ہو گیا تھا۔ اگر کسی مسلمان حکومت کا بگاڑ جزئیات میں ہے تو نظم و نسق درہم برہم کرنے کی کوشش روا نہ ہوگی، مگر جب بادشاہ یا خلیفہ نے اس حکومت کو موروثی بنانے کی کوشش کی تو اُصولی تغیر واقع ہو گیا۔ ایک خاندان نے حکومت کو اپنی جائیداد بنانے کا فیصلہ کر لیا تو انہوں نے اس کے روکنے کا فیصلہ کر لیا۔ خواہ اس میں ان کی جان جائے اور ان کا بچہ بچہ کٹ جائے۔

اسلامی حکومت کی اُصولی نوعیت یہ ہے کہ:

۱- ملک اللہ کا ہے۔

۲۔ اس پر حکومت مسلمانوں کی ہے۔

۳۔ جس حکومت سے مسلمان راضی ہوں وہ صحیح حکومت ہے۔

۴۔ جس کے ہاتھ میں حکومت ہو وہ مُلک کے بیت المال اور خزانے میں اس طرح تصرف کرے جس طرح یتیم کے مال میں تصرف کرنے کا حکم ہے۔ یعنی اگر مفلس ہے تو بقدرِ کفاف اس میں سے لے، اگر غنی ہے تو اس سے اجتناب کرے۔

حضرت معاویہؓ بغیر رضامندئ عوام کے حکومت پر قابض ہوگئے تھے، ان کی حکومت میں مسلمانوں کی رضامندی کو کوئی دخل نہ رہا تھا اور مُلک کے مال میں بھی تصرّف ہونا شروع ہوگیا تھا۔ تاہم حضرت حسینؓ نے برداشت کیا۔ مگر جب اس میں یہ تغیر کیا گیا کہ حکومت کو موروثی بنا دیا جائے تو حضرت حسینؓ نے ولی عہدی کے نظام کو ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت حسینؓ نے کہا تھا کہ مجھے یزید کے پاس لے جاؤ میں اس کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا تو یہ درست نہیں۔ بلکہ انھوں نے کہا تھا کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو اور پھر اس سے فیصلہ کرنے دو، خواہ وہ میرے قتل ہی کا فیصلہ کردے۔

حضرت حسینؓ نے یہ نمونہ پیش کیا کہ اگر حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور وہ غلط راہ پر جارہی ہو تو اس کے خلاف جدوجہد درست ہے۔

یہ حضرت حسینؓ ہی کا نمونہ تو ہے جو مسلمان حکومت کے بگاڑ کے وقت مسلمانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اگر اس نمونے کو بھی چھوڑ دیا جائے تو نمونہ کہاں سے آئے گا۔ معاملہ صرف یہ نہیں کہ جگر گوشۂ رسولؐ کو قتل کردیا گیا اور ہم نوحہ خوانی کے لیے بیٹھے ہیں، بلکہ نمونہ حاصل کرنے کا ہے۔

مولانا مودودیؒ کی تقریر۔ مورخہ ۱۰ رجون ۱۹۶۲ء سے اقتباس

بحوالہ "ایشیا" لاہور، مورخہ ۱۲ رجون ۱۹۶۲ء۔

اخذ و اقتباس کردہ۔ محمد یوسف صاحب۔ منصورہ۔